ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

سید وسیم شاہ
پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ
ڈاکٹر الطاف یوسف زئی
ایسوسی ایٹ پروفیسر،، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ
ڈاکٹر رابعہ شاہ
لیکچرار،، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

رضا علی عابدی کے سفر ناموں میں طنز و مزاح

Syed Waseem Shah *
Ph.D Research Scholar, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.
Dr. Altaf Yousafzai
Associate Professor, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra.
Dr.Rabia Shah
Lecturer, Department of Urdu, Hazara University, Mansehra
***Corresponding Author:**

Humor in Raza Ali Abidi's Travelogues

Raza Ali Abidi is a journalist, broadcaster, and travel writer, with six travelogues published to date. Although he has not formally engaged in humor writing nor published a specific book on the subject, his sense of humor makes him successful in the field of humor. This article examines the satire and humor present in his travelogues. Satire and humor are two distinct terms, and both are found in Raza Ali Abidi's works. In his humor, two aspects and objectives are evident. The first and primary objective is social reform, while the second is to enhance the liveliness of the writing. Along with humor, he uses satire to address collective social behaviors and attempts to bring about social reform. This article also presents a few

examples from Raza Ali Abidi's travelogues. Undoubtedly, Raza Ali Abidi has succeeded in skillfully incorporating humor into his travelogues.

KEY WORDS: *Travelogues, Raza Ali Abidi, Humor, Satire.*

انسان معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جُل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ معاشرے میں غم اور خوشیاں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ کبھی سنجیدگی اور متانت چہروں سے جھلکتی ہے، تو کبھی مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھر جاتی ہے۔ زندگی اسی نشیب و فراز سے ہو کر گزرتی ہے۔ انسان جہاں غم دوسروں کے ساتھ بانٹتا ہے وہاں پُر مسرّت لمحات میں بھی دوسروں کو شریک کرنا چاہتا ہے۔ مشاہدے کے ذریعے وہ پُر مسرّت لمحات اور بے ساختہ ہنسا دینے والے لفظوں اور جملوں کو اپنے شعور میں مقید کر لیتا ہے۔ بوقت ضرورت یہ الفاظ، تشبیہات و استعارات اور جملے دوسروں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کے لیے استعمال میں لاتا ہے۔ رضا علی عابدی اپنی تحریروں میں شعوری اور لاشعوری طور پر اس سے بچ نہیں پاتے اور اپنی تحریروں کو قصداً یا بے اختیار مزاح سے دور نہیں رکھ پاتے۔ بعض اوقات وہ مزاح کو اصلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔ بعض اوقات تحریر کو خوشگوار بنانے کے لیے اور پڑھنے والوں کو بوریت سے بچانے کے لیے مزاح کے مختلف حربوں سے کام لیتے ہیں۔ مزاح نگار کی خوبیوں کو اجاگر کرتے ہوئے خواجہ عبد الغفور لکھتے ہیں:

> "وہ (مزاح نگار) لطافت کی خوشبو دل و دماغ میں بکھیرتا چلا جاتا ہے۔ اپنی عکس امیزی سے قارئین کی اندرونی خوبیوں کو نکھارتا ہے۔ شائستہ مذاق، شُستہ ظرافت، اور مزاح کے لیے بڑی سنجیدہ کاوش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ بہت زیادہ مشق کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ مزاح نگار صرف ہنستے ہنساتے ہی نہیں بلکہ زبان کی شیرینی طبیعت کی شوخی، تراکیب کی چستی، سلاست، بلاغت اور گل افشانی سے فکر کو تحریک پہنچاتے ہیں اور لوگوں کو زندگی سے پیار کرنا سکھاتے ہیں۔"(۱)

رضا علی عابدی لندن کے ریڈیو کارپوریشن بی بی سی سے وابستہ ایک کامیاب براڈکاسٹر رہے۔ ان کی تصنیف ریڈیو کے دن کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے، بی بی سی لندن نے انہیں پاکستان اور بھارت کے مختلف شہروں کی ڈاکومنٹریاں بنانے کا کام سونپا اور اُنھیں بی بی سی لندن سے نشر کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ رضا علی عابدی کے اندر ایک تخلیق کار، ادیب اور سیّاح پہلے سے موجود تھا۔ اوپر سے سیاحت کا شوق اور گوروں کی پیش کش گویا یک نہ شُد دو شُد، رضا علی عابدی نے دیارِ غیر نہیں بلکہ اپنے ہی گھر پاک و ہند کا سفر و سیاحت اختیار کی۔ اس سیاحت کو انھوں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

ماخذ تحقیقی مجلہ

نے چار مرحلوں میں الگ الگ اوقات میں تقسیم کیا اور الگ الگ زاویوں سے پاک وہند کو قریب سے دیکھا۔ سفر نامہ نگاری کا انوکھا انداز اپناتے ہوئے اُنھوں نے دریائے سندھ جو پاکستان کے بیچ و بیچ بہتا ہوا بحیرہ عرب میں جا ملتا ہے، کے ساتھ ساتھ سفر کیا اور کتابی صورت میں اس سفر نامے کو "شیر دریا" کے نام سے شائع کیا۔ اسی طرح "جرنیلی سڑک" میں شیر شاہ سوری کی بنائی گئی سڑک کے ساتھ پشاور سے کلکتہ تک سفر کیا۔ "ریل کہانی" میں ریلوے لائن کے ساتھ سفر کیا اور کتب خانے میں برصغیر پاک وہند میں موجود نادر کتب خانوں کی سیاحت کی اور اپنے مشاہدات، تجربات اور محاصل کو قرطاس کی حوالے کیا۔ رضا علی عابدی نے اپنے سفر ناموں میں بھرپور فنی لوازمات کو ملحوظ رکھا ہے۔ موضوعاتی اعتبار سے تاریخ، جغرافیہ اور تہذیب و تمدن کو متانت، سنجیدگی اور ذمہ داری سے سفر ناموں کی زینت بنایا ہے۔ سنجیدگی کے ساتھ مزاح بھی اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

> "احساسِ مزاح اور اس کے مظہر یعنی تبسم، ہنسی اور قہقہہ ہی دراصل ہمیں اس سنجیدہ کائنات میں زندہ رکھنے کے ذمہ دار ہیں اور انہی کے سہارے ہم زندگی سے سمجھوتہ کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔" (۲)

رضا علی عابدی مزاح کو اصلاح کا ذریعہ بڑی مہارت سے بناتے ہیں۔ بات کو ہلکے پھلکے انداز میں اس طرح آگے بڑھاتے ہیں کہ قاری سنجیدہ ذہن لیے ہوئے آگے بڑھتا ہے، مگر اگلے ہی لمحے ہنس پڑتا ہے۔ سنجیدگی سے چلتی ہوئی تحریر میں اچانک ایسا جملہ آن وارد ہوتا ہے، جو بدرجہ اتم مزاح کا عنصر لیے ہوئے ہوتا ہے۔ رضا علی عابدی کی تحریر کی خاصیت ہے کہ جس بات کو وہ سنجیدگی سے مؤثر نہیں بنا پاتے، اُسے مزاح کا جامہ پہنا کر مؤثر ترین بنا دیتے ہیں۔ رضا علی عابدی سفر نامہ ریل کہانی میں ریلوے افسران کی خیانت کو مزاح کے انداز میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں عبارت ملاحظہ ہو:

> "یہ جو پاکستان ریلویز کی سات سالہ یادگار کتاب میں محکمہ ڈاک کی ٹرالی کی تصویر چھپی ہے اور لکھا ہے کہ یہ ٹرالی اب تک "رُک (ریلوے سٹیشن کا نام)" کے اسٹیشن پر کام آتی ہے۔ یہ کہاں ہے؟ ایک نوجوان نے کہا کہ ہاں یہ تو یہاں نظر آتی تھی کہنے لگا کہ ابھی معلوم کر کے آتا ہوں وہ میری کتاب ساتھ لے گیا اور اسٹیشن کے عملے کو دکھائی۔ ذرا دیر بعد وہ منہ لٹکائے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ لاہور سے کچھ افسر لوگ آئے تھے وہ ساتھ لے گئے۔ میں نے خوش ہو کر کہا کہ یہ تمام چیزیں یقیناً ریلوے کے قومی عجائب گھر میں جمع کرادی گئی ہوں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

گی اور بڑے عرصے کے لیے محفوظ ہو گئی ہوں گی۔ میں نے دل ہی دل میں ریلوے کے افسروں کا شکریہ بھی ادا کیا اور وہیں فیصلہ کیا کہ لاہور جاؤں گا تو ریلوے کی قومی عجائب گھر کی زیارت کا شرف ضرور حاصل کروں گا۔ میں وہاں گیا تو معلوم ہوا کہ پاکستان ریلویز کے کسی قومی عجائب گھر کا وجود ہی نہیں۔ میں نے ریلوے ہیڈ کوارٹر کی راہداری کے ایک ملازم سے پوچھا کہ وہ جو قدیم اسٹیشن کی یادگار چیزیں نکالی گئی تھیں ان کا کیا بنا؟ اس نے صرف اتنا کہا، عابدی صاحب! آپ کس چکر میں پڑ گئے۔"(۳)

رضا علی عابدی مزاح کے ساتھ طنز کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ طنز مزاح سے ایک درجہ آگے کی چیز ہے۔ جس میں چوٹ یا نشتر اس طرح لگایا جاتا ہے کہ عام قاری پڑھ کر محظوظ ہو اور جس پر چوٹ کی جائے وہ پڑھے تو اس کی تلخی کو شدت سے محسوس کرے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی اصلاح ہو جائے اور آئندہ وہ اس غلطی سے احتراز برتے۔ عام طور پر طنز کو مزاح کے ساتھ ملا کر مرکب بنا کر بولا اور لکھا جاتا ہے۔ مگر یہ دو الگ اصطلاحات ہیں اور ایک دوسرے سے مختلف ہیں مزاح میں خاص تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے ایسے بات کی جاتی ہے کہ پڑھنے والے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر جائے۔ مگر طنز کی کاٹ اس شخص پر گہرا کھاؤ لگاتی ہے جس پر طنز کیا جائے۔ اگر وہ شخص جس کے ساتھ اس کا براہ راست تعلق نہیں۔ اس سلسلے میں وزیر آغا کی کتاب اردو ادب میں طنز و مزاح سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"ان خطوط میں بے تکلفی، چہل، ہنسی اور مذاق ہے اور ایک ایسی طنز جو کبھی تو بجھتے بجھتے ایک چنگاری کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور کبھی یک لخت ایک شعلہ جوالہ بن تلخ اندیشی کے مدارج تک جا پہنچتی ہے۔" (۴)

سفر نامہ جرنیلی سڑک میں رضا علی عابدی جی ٹی روڈ کے ہمراہ سفر کرتے ہیں۔ بچپن کے ایک شوق کی تکمیل، خود ساختہ تخیل اور امیدوں کو لیے ہوئے بھارت میں چلنے والی طوفان میل کے نام سے چلنے والی مشہور ریل کا قصداً سفر اختیار کرتے ہیں۔ طوفان میل نے رضا علی عابدی کے جذبات اور امیدوں کو جو بچپن سے ان کے ساتھ تھیں بری طرح ٹھیس پہنچایا۔ انہوں نے اپنے ادیبانہ احساس کو اور عمیق مشاہدات کو بروئے کار لا کر طوفان میل، اس کے عملے اور اعلیٰ افسران پر ان الفاظ میں طنز کے نشتر برسائے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46
ماخذ تحقیقی مجلہ

"فرسٹ کلاس کے اس ڈبے میں کرایہ دے کر سفر کرنے والا تنہا مسافر میں ہی تھا۔ باقی سب ریلوے کے ملازم تھے جو مفت سفر کی پرچیاں کٹوا کر لائے تھے۔ ان کے علاوہ دو کانسٹیبل تھے جن کے ہاتھوں میں شاید دوسری عالمی جنگ کی ایک ایک رائفل تھی۔ کسی بھی ویرانے میں جونہی گاڑی رکتی وہ لپک کر باہر اتر جاتے تب پتہ چلا کہ یہاں گاڑیاں روک کر لوٹ لی جاتی ہیں اور ڈاکوؤں کے مقابلے کے لیے ہر ٹرین پر دو مسلّح کانسٹیبل چلتے ہیں۔ اتنی ادھ موئی ٹرین کو کوئی احمق ہی لوٹے گا۔"(۵)

اپنی ذات کو مزاح کے لیے پیش کرنا بڑا حوصلے کا کام ہے۔ رضا علی عابدی اپنی ذات کو بھی مزاح کے لیے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ قاری کے ساتھ انس و محبت کا رشتہ قائم رہے۔ رضا علی عابدی خود سے سرزد ہونے والے حماقت سے بھرپور واقعات کو اپنے سفر ناموں کا حصہ بناتے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والا سفر نامہ کے باقی کرداروں اور مصنف کے کردار میں کوئی امتیازی سلوک نہ محسوس کرے، یوں مصنف سے قارئین کا محبت و ہمدردی کا جذبہ قائم رہتا ہے۔ ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہوئے رضا علی عابدی اپنی حماقت کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں کہ پڑھنے والا اپنے آپ کو اس کا حصہ سمجھنے لگتا ہے۔ کیونکہ دوران سکول جغرافیہ پڑھتے ہوئے سبھی اس احمقانہ سوچ کا شکار ہو چکے ہیں، جسے اب یاد کر کے ہنسی آتی ہے۔ رضا علی عابدی کا کمال ہے کہ وہ اجتماعی احساسات کو انفرادی احساس بنا کر اور خود کو اس مزاح کے لیے مرکزی کردار کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس طرح قاری اپنے بچپن کو یاد کرتے ہوئے مصنف کے ساتھ ساتھ خود پر بھی ہنس پڑتا ہے۔ رضا علی عابدی کے سفر نامہ جہازی بھائی سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"سکرین کے نقشے پر اڑتے اڑتے ہمارا ہوائی جہاز عین خطِ استوا کے اوپر پہنچا تو میں نے بڑے اشتیاق سے اور تھوڑی سی بے تابی سے باہر دیکھا۔ خدا جانے کیوں یقین تھا کہ نیچے زمین پر سفید چاک سے نقطے دار لکیر کھنچی ہو گی، مگر جب اندر چھپے ہوئے شریر لڑکے نے ہنس ہنس کر میرا مذاق اڑایا تو میں خود بھی ہنس پڑا۔"(۶)

رضا علی عابدی مزاح کو اصلاح کا قرینہ بناتے ہیں۔ حساس ذہنوں کے لیے ان کے ہاں عبرت کے نشان موجود ہوتے ہیں۔ اصلاح معاشرہ ان کے مزاح کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ ہندو پاک کی سیاست نے جس طرح مفادات، قوم، علاقہ پرستی اور ذاتی مقاصد کو قومی مقاصد پر ترجیح دے رکھی ہے۔ رضا علی عابدی مزاح کا سہارا لیتے ہوئے اس کو منظر عام پر لاتے ہیں۔ نہ صرف منظر عام پر لاتے ہیں بلکہ ایسا کرنے والوں کے انجام سے باخبر بھی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتے ہیں۔ تاکہ بعد میں آنے والوں کو عبرت حاصل ہو۔ مزاح کو موثر وسیلہ اصلاح بناتے ہوئے رضا علی عابدی سفر نامہ ریل کہانی میں لکھتے ہیں:

"پورے ہندوستان، پاکستان کا یہ دستور ہے کہ جو شخص ریلوے کا وزیر مقرر ہو جاتا ہے، اس کے آبائی گاؤں یا قصبے کے اسٹیشن پر ہر ٹرین رکنے لگتی ہے۔ ہو نہ ہو بختیار آباد ڈو مکی کا کوئی شخص کبھی ریلوے کا وزیر مقرر ہوا ہو گا، وہ تو کہیں اِدھر اُدھر رل گیا مگر گاڑیاں آج تک وہاں رک رہی ہیں غالباً ایصال ثواب کی خاطر۔"(۷)

رضا علی عابدی کی مزاح نگاری کی تکنیک یہ ہے کہ واقعے کا آغاز سنجیدگی سے کرتے ہیں درمیان میں بھی اکثر سنجیدہ روّی سے آگے بڑھتے ہیں۔ قاری کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو تا کہ یہاں مزاح تخلیق کیا جارہا ہے۔ عموماً واقعہ یا عبارت کا آخری جملہ مزاح سے بھر پور ہو تا ہے۔ آخری جملے کو پڑھنے کے بعد قاری پوری عبارت میں پوشیدہ طنز کی کاٹ کو اور مزاح کو سمجھنے لگتا ہے۔ اور مزید ہنسی اس کے چہرے پر نمایاں ہونے لگتی ہے۔ رضا علی عابدی کا مشاہدہ انسانوں کے رویوں کو بھی اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے۔ خواتین کی عام عادات کو لے کر مزاح پیدا کرتے ہیں جو ہر ایک کے لیے مانوس ہو تا ہے۔ آخری جملے کو پُر زور اور زود اثر بنانے میں رضا علی عابدی کو کمال حاصل ہے۔ اس سلسلے میں ان کے سفر نامہ جہازی بھائی کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"تیسرے دن شراب کا موضوع زیر بحث آیا اس روز ٹیلی فون پر سوال کرنے والوں کا تانتا بند گیا اکثر لوگ بھوجپوری بول رہے تھے۔ جس میں صرف ایک بات ہماری سمجھ میں آسکی کہ شراب پی کر مردوں کو چپ لگ جاتی ہے، اور عورتیں اور زیادہ بولنے لگتی ہیں۔ ہمیں تو صرف زیادہ کا تجربہ ہے یہ اور زیادہ کیسا ہو تا ہو گا۔(۸)

رضا علی اپنے سفر نامہ جرنیلی سڑک میں جی ٹی روڈ کے آس پاس موجود ہند و پاک کے شہروں کی سیاحت کرتے ہیں۔ وہ اس سفر میں نہ صرف شہروں کے بڑے بڑے بازار، محلات، باغات اور تاریخی عمارات کا ذکر کرتے ہیں بلکہ عام لوگوں اور ریڑھی بانو کو بھی اپنے مشاہدات کا حصہ بناتے ہیں۔ علاقے کی ثقافت اور کلچر بھی ان کے موضوعات میں شامل رہتے ہیں۔ کھانے پکوان اور مشروبات کا ذکر بھی ان کے سفر ناموں کی زینت ہے۔ گنے کا رس پاکستان اور بھارت کے ہر شہر کی ہر گلی میں ملنے والا عام مشروب ہے۔ رضا علی عابدی اس مشروب کا حال مزاح کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ ایسا اس مشروب کی تضحیک کرنے کے لیے نہیں بلکہ مشروب بنانے والوں اور پینے والوں پر طنز

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

کرتے ہیں اور اپنی ذات کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔ یہ مشروب کسی کے لیے نہ مانوس نہیں ہر شخص اس سے واقف ہے اور اس کی بنانے کے طریقے سے بھی پوری طرح واقف ہے۔ اس واقفیت کو مزاح میں بیان کرنا تخلیق کار کی ذہانت کا ثبوت دیتا ہے، چونکہ قاری خود بھی اس مسئلے سے دوچار ہو چکا ہوتا ہے اس لیے اس کا بے اختیار ہنس پڑنا تعجب کی بات نہیں۔ گنے کا رس نکالنے کا عمل خاص دلچسپی کا حامل نہیں مگر مزاح کے انداز میں رضا علی عابدی نے اسے دلچسپ اور توجہ طلب بنادیا عبارت ملاحظہ ہو:

"گنے کے ساتھ لیموں، ادرک کے ٹکڑے اور پودینے کی پتیاں بھی پیلی جارہی ہیں۔ جس نے اس میں اور رس کھول دیا ہے۔ مگر سب سے لذیذ رس الہ آباد کا تھا۔ اس میں شہد کی مکھیاں بھی بے دریغ پس رہی تھیں۔ رس پینے والا کوئی شخص شکایت یا احتجاج نہیں کر رہا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ رس نکالنے والوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ اس قسم کا رس پینے سے سوئی ہوئی توانائیاں بیدار ہو جاتی ہیں۔ لوگ غٹاغٹ پی رہے تھے۔ میں بھی ایک کے بجائے تین گلاس پی چکا۔"(۹)

رضا علی عابدی نے جیتے جاگتے شہروں کے زندہ دل لوگوں کو سفر نامے میں جگہ دی ہے۔ خاص لوگوں سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے ساتھ عام لوگوں سے ملاقات کر کے شہروں میں بسنے والے خوشحال اور تنگ دست کا جائزہ لیا ہے، اور لوگوں کی ذہنی سطح اور رویوں کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ عام بازاروں کا رُخ کرتے ہیں اور وہاں ہر خاص و عام سے بات چیت کرتے ہیں۔ ریڑھی بان بھی ان کی گفتگو میں شامل ہوتے ہیں۔ حیدرآباد میں بازار کی سیر کرتے ہوئے سبزی فروش کا ذکر مزاح کے لبادے میں اس طرح کرتے ہیں کہ قاری اس واقعے کو سفر نامے میں بے جوڑ اور بوجھل نہیں سمجھتا، بلکہ بے اختیار ہنس پڑتا ہے۔ عام واقعے کو تحریر کی زینت بنانے کے لیے مزاح کا سہارا لینا منجھے ہوئے تخلیق کار کی خوبیوں میں سے ہے۔ سبزی فروش کا حال مزاح کے پیرائے میں رضا علی عابدی نے کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

"ذرا آگے پیاز والا نعرہ لگا رہا تھا۔ دو روپے کلو پیاز، دو روپے کلو۔ میں سنا کرتا تھا کہ پاکستان میں پیاز سولہ روپے کلو ہو گئی ہے۔ میں نے پیاز والے سے کہا کہ یہ تو بہت سستی ہے۔ پہلے زمانے میں مہنگی ہوتی تھی، وہ بولا: اس زمانے کی بات کرو، پہلے کی بات نہ کرو۔ ہو بہو علامہ اقبال کا پیغام تھا بس نثر میں تھا۔"(۱۰)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

دورانِ سیاحت ادیبانہ قوتِ مشاہدہ کے زیرِ اثر رضا علی عابدی کسی بھی چیز کو نظر انداز نہیں کرتے۔ جس کو سنجیدگی سے بیان کر سکتے ہیں، کرتے ہیں۔ جس کو سنجیدگی سے بیان کرنے میں وہ اثر نہیں ہو سکتا جو مزاح کا سہارا لے کر ہو سکتا ہے تو مزاح کا سہارا لیتے ہیں مگر واقعہ ضرور سفر نامہ کا حصہ بناتے ہیں۔ تاکہ قاری حقائق تک رسائی کے ساتھ ساتھ محظوظ بھی ہو سکے، اور جس مخصوص شخص، ادارے یا لوگوں کے گروہ تک وہ بات پہنچانی ہو وہاں باآسانی پہنچ بھی سکے۔ پورے واقعے کو پڑھنے سے مزاح کا تاثر نہیں قائم ہوتا مگر آخری جملے کو پڑھنے کے بعد ہنسے بغیر رہا نہیں جاتا۔ سفر نامہ ریل کہانی کا ایک واقعہ جسے شاید مزاح کا سہارا لیے بغیر بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ ملاحظہ ہو:

> "سامنے ریلوے کا قدیم بیت الخلا تھا۔ جس کے ایک دروازے پر لکھا تھا جائے ضرورت مردانہ اور دوسرے پر لکھا تھا جائے ضرورت زنانہ۔ لیکن اندر نہ کوئی مرد داخل ہوا نہ کسی زنانی نے قدم رکھا۔ مجھے ایک دفعہ اپنا قدم رکھنا یاد ہے۔ ٹیکسلا سے پشاور کی طرف جاتے ہوئے برہان کے اسٹیشن پر ایسے ہی ٹین کے بنے ہوئے ایک جائے ضرورت مردانہ کے دروازے سے ذرا سا اندر جھانکا ہی تھا کہ، اور تمام غلاظتوں کے علاوہ ایک سانپ بھی نظر آیا اگر باہر لکھی ہوئی عبارت پڑھ کر اندر گیا ہوگا تو یقیناً نر ہوگا۔" (۱۱)

بالا اقتباس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ رضا علی عابدی عوامی بے شعوری اور بے قدری پر طنزیہ انداز اختیار کرتے ہوئے اجتماعی معاشرتی اصلاح کا مقصد پیش نظر رکھتے ہیں۔ طنز کسی فردِ واحد یا ادارے پر نہیں بلکہ اجتماعی ذہنی پستی اور حد درجہ عوامی بد تہذیبی پر کیا گیا ہے۔ طنز فرد واحد پر کیا جائے تو تمسخر بن جاتا ہے۔ جس میں مخاطب کے لیے اصلاح سے زیادہ ترشی اور نشتریت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر طنز اجتماعی عوامی رویوں پر کیا جائے تو اس میں معاشرے سے ہمدردی اور اصلاحی پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد طاہر رقم طراز ہیں:

> "مزاح نگار کے برعکس طنز نگار زندگی کی ناہمواریوں سے نا صرف استہزائی رویہ برتتا ہے بلکہ اس کے لہجے سے ان ناہمواریوں کیلئے نفرت بھی جھلکتی ہے۔ تاہم طنز کے کئی ایک مدارج ہیں۔ اگر اس کا نشانہ ایک فرد ہو تو اس کا مقصد سوائے تمسخر اور کچھ نہیں، اور اگر یہی طنز معاشرے کی مستقل حماقتوں اور عالم گیر ناہمواریوں پر کی جائے تو وہ انسان کو انسانیت سکھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔" (۱۲)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

مزاح نہ صرف ہنسنے ہنسانے کے لیے تحریر کی خوبی میں شمار ہوتا ہے، بلکہ خوابیدہ ذہنوں کو جھنجھوڑ کر جگانے اور سمجھانے کے لیے ہوتا ہے کہ آج اگر نہیں جاگو گے تو کل تمہاری تہذیب، تمدن اور تاریخ صرف کتابوں میں ملے گی۔ رضا علی عابدی اس معاملے میں اکبر الہ آبادی کہ پیروکار ہیں۔ اکبر نے مزاح کو معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنایا تھا۔ اپنی زبان سے لوگوں کو جڑے رہنے کی تبلیغ کی تھی۔ علامہ محمد اقبال نے بھی مسلمانوں کو پیغام دیا کہ اپنی زبان کو اور اپنی تہذیب و تمدن کو نہ چھوڑو۔ غیر کی نقل کرنے کے سبب آئندہ نسلوں سے ان کا تمدن اور بزرگوں کی تہذیب چھن جائے گی۔ اپنی زبان کو یکسر چھوڑ کر غیر کی زبان کو مکمل اپنا لینے پر رضا علی عابدی نے بھی اکبر اور اقبال کی طرح طنز کیا ہے۔ اس سلسلے میں ریل کہانی سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> "خشک شہر بنجر اور دھوپ میں تپتا ہوا شہر جس کے ہر گلی کوچے میں سکول ہی سکول اور وہ بھی انگلش میڈیم، سوچتا ہوں اگر دو چار نسلیں ان میں پڑھ گئیں تو کچھ عرصے بعد وہاں جو واٹر نہیں مانگے گا، اسے پینے کو پانی بھی نہیں ملے گا۔"(۱۳)

رضا علی عابدی نے مزاح پیدا کرنے کے لیے تحریف سے بھی کام لیا ہے۔ ان کا گہرا مطالعہ اس تکنیک میں ان کے ہمراہ ہے۔ انھوں نے از راہ تفنن اور تحریر کی شگفتگی کی غرض سے مزاح پیدا کیا ہے۔ مشہور ضرب الامثال اور محاورات پر تحریف کرنا فنی چابک دستی اور حاضر جوابی کا بھرپور مظاہرہ ہے، جو رضا علی عابدی کے ہاں دیکھنے کو ملتا ہے۔ امرتسر کی سیاحت کے دوران سکھوں کے گوردوارے کی سیر کرتے ہوئے اور لنگر کی تقسیم کو دیکھتے ہوئے اپنے سفر نامہ ریل کہانی میں لکھتے ہیں:

> "سوچا کہ باہر جو چائے تقسیم ہو رہی ہے، وہی پی لی جائے۔ مگر اس کے لیے شاید خاص قسم کے نصیب لے کر آنا پڑتا ہے۔ جو سکھ حضرات مفت چائے تقسیم کر رہے تھے، خوش نصیبوں کو کہیں سے نکال کر روٹی کے اوپر رکھی ہوئی دال بھی دے رہے تھے۔ مگر کہاں میرا منہ اور کہاں یہ امرت سر کی دال۔ میں اپنا سا منہ لے کر واپس آ گیا۔" (۱۴)
>
> تقریر بھی ایسی جس کا ایک لفظ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ لاؤڈ سپیکر کیا آواز اتنی بلند تھی کہ کان پڑی مچھروں کی بھن بھن سنائی نہ دیتی تھی۔" (۱۵)
>
> "میں نے پوچھا کہ آپ کے شہر میں ریلوے کا کوئی پرانا ملازم مل جائے گا، جو اچھی گفتگو کرتا ہے۔ انہوں نے جھٹ محمد نظام الدین صاحب کا نام لے دیا۔ پتہ چلا کہ نظام الدین صاحب

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46
ماخذ تحقیقی مجلہ

ایک تو ریلوے کے ریٹائرڈ افسر ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ شاعر بھی ہیں، ایسی صورت میں اندھا کیا چاہے دو مصرعے۔" (۱۶)

رضا علی عابدی نے اپنے احساسِ مزاح کو خاطر میں رکھتے ہوئے، نثر میں تحریف نگاری کے کامیاب تجربات کیے ہیں۔ تحریف نگاری یا پیروڈی کے لیے عموماً شاعری کو پسند کیا جاتا ہے۔ نثر میں بھی اردو ادب کے معتبر مزاح نگاروں نے کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ ان کامیاب لوگوں میں پطرس، شفیق الرحمان، خالد اختر، کرشن چندر اور احمد جمال پاشا کے نام بطور خاص شامل ہیں۔ مزاح نگاری کے اس حربے میں تخلیق کار کا وسیع مطالعہ اور احساسِ مزاح (Sense of humor) کامیابی کی ضمانت ہے۔ اشفاق احمد ورک اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں:

"اردو میں اس کے لیے تحریف نگاری کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ کامیاب تحریف نگار وہی ہوتا ہے، جو خود بھی نہ صرف تخلیقی صلاحیتوں سے مالا مال ہو بلکہ ایک خاص طرح کی ذکاوت اور ذہانت سے بھی لیس ہو۔ اصل تحریر میں تصرف اور تبدیلی جتنی معمولی ہو گی، پیروڈی اتنی ہی موثر اور جاندار کہی جائے گی۔ پیروڈی میں اصل تحریر کا شائبہ موجود رہنا چاہیے۔ یہ عام طور پر تو حظ اندوزی ہی کے لیے استعمال ہوتی ہے، لیکن اس سے ہمارے ادبی وسماجی رویوں پر طنز کا کام بھی لیا جاتا ہے۔" (۱۷)

رضا علی عابدی سفر نامے کو خوشگوار بنانے کے لیے اور قاری کو بوریت سے بچانے کے لیے اپنے مشاہدے میں آنے والے مزاح سے بھرپور واقعات کو وقتاً فوقتاً سفر ناموں میں جگہ دیتے ہیں از راہ اصلاح نہ سہی از راہ تفنن اور تحریر کو اپنی ظریفانہ طبیعت کی جھلک دکھانے کے لیے دلچسپ مزاحیہ واقعات سے مزین کرتے ہیں۔ جو ان کے سفر ناموں میں چاشنی پیدا کرنے کے مترادف ہے، اور ان کی عمدہ فنی تکنیک کی گواہ ہے۔ سفر نامہ ریل کہانی کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے:

"جب ٹرین ایک مخصوص جگہ پہنچتی تو وہاں اس کی راہ میں ہمیشہ ایک بکری کھڑی ملتی تھی۔ انجن والے ٹرین روکتے اور پہلے شور مچا کر بکری کو ہٹانے کی کوشش کرتے۔ وہ پھر بھی نہ ہٹتی تو ڈرائیور اور فائر مین اس کو کوئلے مارتے اس کے بعد سامنے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے مکان سے ایک بڑی بی نکلتی نہایت اطمینان سے وہ سارے کوئلے چنتی اور بکری کو لے کر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46
ماخذ تحقیقی مجلہ

واپس اپنے مکان میں چلی جاتی۔ ایسے ہی موقع پر کہا جاتا ہے اب نہ ویسی بوڑھی عورتیں رہیں، نہ ویسی بکریاں اور نہ ویسے کوئلے۔" (۱۸)

رضا علی عابدی مزاح کا سہارا لے کر باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری زبان اردو کے ساتھ پاکستان کے بعض ادارے اچھا سلوک نہیں کر رہے۔ اپنے حساب سے زبان کو اور صحت الفاظ کو سمجھے بغیر استعمال میں لانا زبان کے لیے کسی طور اچھا عمل نہیں۔ اس طرح مستقبل میں یہی غلط الفاظ رواج پا جائیں گے۔ کچھ بڑے ادارے اس غیر سنجیدگی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں خاص کر پٹواری طبقہ زبان کی صحت کا خیال رکھنے سے قاصر ہے۔ اس سلسلے میں رضا علی عابدی طنز کرتے ہوئے اپنی کتاب جہازی بھائی میں لکھتے ہیں:

"میں نے سن رکھا تھا کہ جزیرہ اپنے دھنکوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ہندوستان سے یہاں صرف کھیت مزدور آئے تھے۔ اگر پٹواری بھی آئے ہوتے تو سڑکات اور درختات کی طرح دھنک کی جمع دھنک جات ہوتی۔" (۱۹)

رضا علی عابدی کامیاب سفر نامہ نگاری کے ساتھ مزاح کے مختلف حربوں کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنے سفر ناموں میں استعمال کر کے مزاح پیدا کرتے ہیں۔ ان کی مزاح نگاری کے مقاصد میں سے اصلاح بنیادی مقصد ہے۔ سفر ناموں کو خوشگوار اور شگفتہ بنانا بھی ان کا ثانوی مقصد ہے۔ اس طرح ان کے سفر کا مظہر بن جاتے ہیں۔ طنز و مزاح کی امیزش ان کی تحریروں کو بوجھل نہیں ہونے دیتی۔ رضا علی عابدی بلا ضرورت اور بے جا طنز و مزاح سے گریز کرتے ہیں۔ سفر ناموں میں ضرورت کے تحت طنز و مزاح کی خوبصورت امیزش رضا علی عابدی کی تحریر کی بڑی خوبی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ خواجہ عبد الغفور، طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ، ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دریا گنج نئی دلی، ۱۹۸۳ء، ص ۲۸
۲۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۱۹۹۰ء، ص ۲۹
۳۔ رضا علی عابدی، ریل کہانی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۳۱
۴۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۱۹۹۰ء، ص ۲۲۸
۵۔ رضا علی عابدی، جرنیلی سڑک، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۱۷
۶۔ رضا علی عابدی، جہازی بھائی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۳۲

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-46

۷۔ رضا علی عابدی، ریل کہانی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۴۵

۸۔ رضا علی عابدی، جہازی بھائی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۵۰

۹۔ رضا علی عابدی، جرنیلی سڑک، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۴۲

۱۰۔ رضا علی عابدی، شیر دریا، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۲۶۳

۱۱۔ رضا علی عابدی، ریل کہانی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۴۶

۱۲۔ محمد طاہر، ڈاکٹر، طنز و مزاح کی نوعیت اور پطرس کا ایک فن پارہ، مشمولہ "متن" (شمارہ۔۱)، دی اسلامی یونیورسٹی، بہاول پور، ۲۰۲۱ء، ص ۵

۱۳۔ رضا علی عابدی، ریل کہانی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۷۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۶۸

۱۶۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۱۷۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، شفیق پریس لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۵۵۸

۱۸۔ رضا علی عابدی، ریل کہانی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۹۰

۱۹۔ رضا علی عابدی، جہازی بھائی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۰۴